بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

091: تقدیر پر ایمان کے درجات کا بیان (حصہ چہارم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور پچھلے درس میں ہم بات کر رہے تھے تقدیر پر ایمان کے تعلق سے اور درس ابھی بھی جاری ہے اور ہم پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: ”وَهُوَ سُبْحَانَهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ وَالْمُحْسِنِينَ وَالْمُقْسِطِينَ“ (اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند کرتے ہیں متقین کو محسنین کو اور "مقسطین" عدل وانصاف کرنے والوں کو)۔

اور بات اس سیاق اور سباق میں ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اِن تمام مخلوقات میں انسان بھی شامل ہے اور انسان کا عمل بھی شامل ہے، تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی پیدا کیا ہے اور انسان کے عمل کو بھی پیدا کیا ہے؛ اب اسی تناظر میں شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند کرتے ہیں متقین کو محسنین کو اور "مقسطین" عدل وانصاف کرنے والوں کو۔

یعنی یہ جو صفات ہیں اور یہ جو القاب ہیں: متقی کون ہوتا ہے؟ جو تقویٰ کے راستے کو اختیار کرتا ہے۔

محسن کون ہوتا ہے؟ جو احسان کے راستے کو اختیار کرتا ہے۔ اور مقسط کون ہوتا ہے؟ جو عدل وانصاف کرنے والا ہوتا ہے؛ یہ لوگ جو ہیں انہوں نے کچھ عمل کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ان کو پسند کیا ہے اگر یہ کرنے والے نہ ہوتے تو ان کے یہ اوصاف نہ ہوتے۔

تو انسان خود عمل کرتا ہے کہ نہیں اس تناظر میں بات ہو رہی ہے آیئے دیکھتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند کرتا ہے محسنین کو اور اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ﴾ (البقرة:195)۔

اور متقین کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ”لقوله تعالیٰ“: جب لام آتا ہے نا جملے میں ”لقوله“ یعنی دلیل کی بات ہو رہی ہے "یہ اس لیے کہ اس کی یہ دلیل ہے": ”لقوله تعالیٰ“: ﴿فَمَا ٱسْتَقَٰمُوا۟ لَكُمْ فَٱسْتَقِيمُوا۟ لَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ﴾ (التوبه:7)۔

”والمقسطين“: اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات:9)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ عزّو جلّ ان تمام لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں اس عمل کو لکھا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے، تواُن کا یہ فعل جو ہے اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہے کوناً و شرعاً (پچھلے درس میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دو قسمیں ہیں، ایک اِرادۃ الکونیۃ، اور اِرادۃ الشرعیۃ)۔

اب یہ تین الفاظوں کو شیخ الاسلام نے کیوں چنا ہے اور بھی تو بہت سارے الفاظ ہیں؟

اس کے پیچھے ایک راز ہے بڑا پیارا راز ہے! اب فرق دیکھیں ذرا سوچیں کہ محسن ہے، متقی ہے اور مقسط ہے کوئی فرق ہے ان تینوں القاب یا تینوں صفات میں؟ محسن کون ہوتا ہے؟ متقی کون ہوتا ہے؟ اور مقسط کون ہوتا ہے (عدل و انصاف کرنے والا)؟

اب غور کریں تو آپ کو ایک فرق نظر آئے گا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: محسن وہ ہے: "فالمحسن قام بالواجب والمندوب" (جو واجب اور مندوب (یعنی مستحب) پر عمل کرنے والا ہوتا ہے)۔

احسان کا درجہ صرف واجبات کی ادائیگی کی حد تک نہیں ہے وہ تو فرض ہے آپ نے واجبات اور فرض کی ادائیگی کر دی ہے، جب آپ نوافل میں اور سنتوں میں، مستحبات میں آگے قدم بڑھاتے رہتے ہیں اور "احسان في العبادة الله والإحسان إلى خلق الله إلى عباد الله" پر عمل کرتے ہیں فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے مستحبات پر عمل کرتے ہوئے تب احسان کا درجہ ہوتا ہے۔

واجب ہے اس کے ساتھ مستحب بھی ہے اور اس میں ترقی ہے محسن ہو گیا۔

متقی کون ہے؟

"والمتقي قام بالواجب" (جو واجبات کی ادائیگی کرتے رہتے ہیں)۔

اس سے کم تو نہیں ہوتا نا! بے نمازی کبھی متقی ہو نہیں سکتا۔

احسان کا سب سے بڑا درجہ ہے احسان کا درجہ سب سے بلند ہے، اس سے پہلے تقویٰ ہے اس سے پہلے ایمان ہے اس سے پہلے احسان ہے؛ کبھی آپ دیکھیں نا اسلام، ایمان پھر احسان ہے اس ترقی کے پیچھے ایک راز ہے وہ کیا ہے؟ تقویٰ ہے، جب آپ تقویٰ کا راستہ اختیار کرتے ہیں اسلام سے آپ منتقل ہو جاتے ہیں ایمان کی طرف اب مزید تقوی میں مضبوطی حاصل کرتے ہیں تو پھر آپ درجہ پا لیتے ہیں احسان کا، تو تقویٰ جو ہے واجبات کی ادائیگی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

"المقسط": عدل وانصاف کرنے والا کون ہوتا ہے؟ جو ظلم سے بچ جائے کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص انصاف بھی کرے ظلم بھی کرے، جو انصاف کرنے والا ہے عدل کرنے والا ہے وہ ظلم نہیں کرنے والا ہو سکتا، تو اس نے اپنے آپ کو محرمات سے بچایا ہے ظلم سے بچایا ہے۔

پھر دوسری مثال دیکھیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَيَرْضَى عَنِ الذين آمَنوا وَعَمِلوا الصّالِحاتِ وَلا يُحِبُّ الكافِرينَ" (اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے)؛ کس سے راضی ہوتا ہے: "الذينَ آمَنوا" (ایمان والوں سے) "وَعَمِلوا الصّالِحاتِ" (اور اعمال صالحہ کرنے والے (نیک عمل کرنے والے)) "وَلا يُحِبُّ الكافِرينَ" (اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کافروں کو)۔

اب یہ جو اوصاف ہیں:

(۱) "الذينَ آمَنوا" کون ہیں؟ ایمان لانے والوں کا کیا مطلب ہے؟ جو ایمان پر عمل کرنے والا ہے نا، جب تک ایمان کا وصف نہ ہو تو مومن کوئی ہو نہیں سکتا نا! یہ وصف کس کے لیے ہوتا ہے؟ جو کوئی اس سے متصف ہوتا ہے، اور متصف وہ ہوتا ہے جو عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

(۲) "وَعَمِلوا الصّالِحاتِ": صالح نیک عمل کرنے والے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے۔

(۳) اور کسے پسند نہیں کرتا؟ "وَلا يُحِبُّ الكافِرينَ": اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اچھا کافر کون ہے؟ کفر کرنے والا۔ یہ عمل ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اب اس کے لائل کیا ہیں: "يرضى عن الذين آمنوا وعملوا الصالحات: والدليل قوله تعالى": اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ إلى آخر الآية (التوبه:100)۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ إلى آخر الآية (البينة:7-8)۔

تو ان آیات کریمہ میں واضح الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ایمان والوں سے اور نیک عمل کرنے والوں سے۔

"وَلا يُحِبُّ الكافِرينَ": اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (اور بے شک اگر یہ منہ موڑ لیتے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا) (آل عمران:32)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جبکہ دیکھا جائے کہ کفر جو ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے واقع ہوا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند بھی کرے۔

یعنی بعض ایسی چیزیں ہیں جو دنیا میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے موجود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا صحیح ہے کہ نہیں؟ اب کفر موجود ہے کہ نہیں؟ ظلم موجود ہے نافرمانی موجود ہے؟ موجود ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ممکن ہے؟ اللہ کی مشیئت کے بغیر ممکن ہے؟

یہیں سے ٹھوکر لگی ہے قدریہ کو جو تقدیر کے منکر ہیں انہوں نے کہا ہے کہ کافر نے خود کفر کیا اللہ تعالیٰ کا اس کے کفر سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ کافر خود مختار ہے اس نے خود چاہا ہے کہ کفر ہو اللہ نے چاہا ہے کہ کفر نہ ہو کافر کا کفر غالب آگیا کہ نہیں؟ (نعوذ باللہ)؛ وہ جس چیز سے بچنا چاہتے تھے اس سے بڑے گڑھے میں گر گئے! اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ایسے نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ پاکیزگی بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن راستہ کون سا اختیار کیا؟ عقل کا۔

اُن کی عقل کے نزدیک اگر یہ لوگ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو چاہا ہے تو پھر کافر کو اللہ سزا کیوں دیتا ہے؟ ان کو یہ نہیں سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت کی دو قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دو قسمیں ہیں: اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کوناً و شرعاً، اللہ تعالیٰ شرعاً پسند نہیں کرتا کہ کفر واقع ہو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ کفر واقع ہو شرعاً لیکن کوناً و قدراً اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے (آگے تفصیل آئے گی)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ اور مثال دیتے ہیں: "ولا یرضی عن القوم الفاسقین" (اللہ تعالیٰ قوم فاسقین کو پسند نہیں کرتا ان سے اللہ راضی نہیں ہوتا)؛ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبہ:6)۔

فاسق کون ہے؟

جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے خارج ہونے والا ہے، اور فاسق جو ہے جب مطلقاً کہا جائے اس سے مراد کافر بھی ہو سکتا ہے اور عام نافرمان بھی ہو سکتا ہے۔

اب اس کی مثال دیکھیں کہ فاسق قرآن مجید میں کافر کو بھی کہا گیا ہے اور فاسق کافر کے علاوہ نافرمان کو بھی کہا گیا ہے؛ کیسے پتہ چلے گا کہ دونوں میں سے کون سی مراد ہے؟ سیاق اور سباق سے واضح ہے آیئے دیکھتے ہیں۔

اب اس کی دلیل کیا ہے کہ کافر کو بھی فاسق کہا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ السجدۃ آیت نمبر 18، 19 اور 20 میں:

﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۗ لَا يَسْتَوٗنَ ۞﴾(جو مومن ہے اور کافر ہے کبھی برابر نہیں ہو سکتے)﴿اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞﴾:(اب مومن جو ہے جن لوگوں نے ایمان اور عمل صالح کیے ان کے لیے جنت الماْوٰی ہے یہ مہمان نوازی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے ان کے اعمال کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے)؛ تو یہ ایک طرف ہے:

﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞﴾(اور جن لوگوں نے فسق کیا یعنی نافرمانی کی ہے)﴿فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ﴾(تو ان کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے)﴿كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾(جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں نکلنا چاہتے ہیں تو واپس انہیں جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے)﴿وَقِيْلَ لَهُمْ﴾(اور ان کو کہا جاتا ہے)﴿ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ﴾(جہنم کی آگ کا مزہ چکھو)﴿الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾(جس کو تم جھٹلاتے تھے)۔

اب اس فاسق سے کیا مراد ہے ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا﴾ عام نافرمان ہے یا کافر ہے؟ کافر ہے۔ کیونکہ جہنم کو جھٹلانے والا کفر ہے کہ نہیں؟ کافر ہے، اور جہنم میں ہمیشہ اَبدی عذاب کس کو ملے گا؟ کافر کو ملے گا عام فاسق کو تو نہیں ملے گا نا! تو سیاق اور سباق سے فاسق سے مراد کافر ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "فالمراد بالفاسق الكافر"۔

کوئی مثال جانتا ہے قرآن مجید میں لفظ فاسق کا ہے لیکن اس سے مراد فاسق ہے کافر نہیں ہے؟ سورۃ الحجرات میں آیت نمبر 6 میں:

"وأما قوله تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا﴾"(اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق آئے کوئی خبر لے کر تو پھر تحقیق کر لیا کرو) إلى آخر الآية۔

تو اِس فاسق سے کیا مراد ہے کافر ہے؟ کوئی شخص اس آیت سے یہ استدلال کرے کہ اگر کوئی کافر خبر دے تو اس کی مت مانو تحقیق کرو کوئی مسلمان آپ کو خبر دے تو آپ بغیر تحقیق کے بات مان لو چاہے فاسق کیوں نہ ہو اس کا استدلال ٹھیک ہے؟ نہیں۔ کیا دلیل ہے؟ یہی آیت دلیل ہے کیونکہ فاسق سے مراد کافر نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ عزّ و جلّ راضی نہیں ہوتا فاسق قوم سے، نہ یہ اور نہ وہ (یعنی وہ فاسق جو کافر ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بھی راضی نہیں ہے، جو مسلمان فاسق ہے نافرمان ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بھی راضی نہیں ہے) لیکن فرق یہ ہے کہ جو کافر فاسق ہے اللہ تعالیٰ مطلقاً اُس سے راضی نہیں ہوتا کسی صورت میں بھی تو اُس کا کفر ہی کافی ہے، لیکن جو فاسق نافرمان کے معنی میں ہے (یعنی مسلمان نافرمان) تو اللہ تعالیٰ اُن کے فسق پر راضی نہیں ہوتا لیکن جو بھی وہ فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوتا ہے۔

یعنی یہ دیکھیں نا اللہ تعالیٰ کا خاص کرم دیکھیں وسیع رحمت دیکھیں اللہ تعالیٰ کی کہ ایک بندہ ہے اللہ تعالیٰ اُس سے راضی بھی ہوتا ہے ناراض بھی ہوتا ہے، اُس کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اُس سے لیکن اُس کی فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اب وہ کس طرف اپنے آپ کو لے کر جانا چاہتا ہے اللہ کی رضا کی طرف یا ناراضگی کی طرف؟

اگر یہ قاعدہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہوتا ہے ناراض ہوا بات ہی ختم! کبھی کوئی خیر باقی ہوتا؟! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا؛ غلطی ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے توبہ کا موقع دیتا ہے۔

توبہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے دیکھیں ہمیں اور آپ کو پیدا کرنے سے پہلے مغرب کی طرف توبہ کے دروازے کو پیدا کیا ہے پتہ ہے کیوں؟! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میرے بندے جب میں پیدا کروں گا تو غلطی بھی کریں گے یہ پھر توبہ بھی کریں گے؛ دیکھی ہے وسیع رحمت! (سبحان اللہ)۔

دیکھیں ہمارے بچے کبھی شرارت کرتے ہیں کوئی غلطی کر جاتے ہیں (نہیں کرتے! ہم بڑے کرتے ہیں بچے تو لازماً کرتے ہیں) کبھی غصے میں آکر فوراً بدلہ لے ہی لیتے ہیں کسی نہ کسی طریقے سے یا غصہ دکھا کر یا مار پیٹ کر یا منہ سے کوئی اُلٹا سیدھا لفظ نکل آتا ہے؛ دیکھیں ہم سے برداشت ہوتا ہے کبھی؟ نہیں ہوتا نا بعض اوقات۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیں آپ کہ کفر سے بڑھ کر کیا گناہ ہے شرک سے بڑھ کر کیا گناہ ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ ایک قاعدہ ہے قرآنی قاعدہ ہے کہ شرک ظلم عظیم ہے (لقمان:13): کیا اللہ تعالیٰ مشرک کو فوراً سزا دیتا ہے یا اسے موقع دیتا ہے؟ مشرک اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے پتہ ہے؟!

اچھا بڑی بات کرنے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ جنگ اُحد دیکھیں سب سے بڑے پانچ نام جو اُس جنگ میں شریک تھے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے دشمن تھے جنھوں نے سیدنا حمزہ کو بھی شہید کیا بدلہ لینے

آئے تھے نا جنگ بدر کا؛ اور اگر آپ قرآن مجید میں سیاق اور سباق دیکھیں نا جو الفاظ بیان ہوئے ہیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ اتنا شدید غم و غصہ اور اتنا شدید قہر توڑنے جا رہے ہیں، پوری دنیا میں تماشا لگایا ہوا ہے کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے پوری دنیا تماشا دیکھے گی!

لمبا قصہ ہے الغرض، سیدنا حمزہ کو شہید کرتے ہیں، ستّر صحابی اور بھی شہید ہوتے ہیں پھر مثلہ بھی کرتے ہیں۔

جانتے ہیں مثلہ ؟ یعنی قتل کرنے کے بعد شکل کو بگاڑ دینا، یعنی ناک کاٹ دینا آنکھیں نکال دینا کان کاٹ دینا، پیٹ چاک کر دینا؛ آپ سوچ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے عظیم صحابی اُن کے ساتھ ایسا ہو! اور ایک نہیں دو نہیں دَس نہیں بیس نہیں ستّر کے ساتھ!

اِس سے بڑی بات دیکھیں؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے پورا ایک مہینہ مدینے کے شہر میں مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر فجر کی نماز کے وقت قنوت نازلہ کی بد دعا دیتے ہیں (پتہ ہے بد دعا دیتے ہیں پورا ایک مہینہ!)، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بد دعا دیتے ہیں اور صحابہ کرام پیچھے آمین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾(آل عمران:128) : اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس معاملے سے آپ کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے میں جانوں اور میرے یہ بندے جانیں۔

آپ جانتے ہیں یہ پانچ نام کون ہیں؟ گنیں ذرا:

(۱) سردار کون تھا مشرکین کا جنگ اُحد میں؟ ابو سفیان۔

(۲) سیدنا حمزہ کا قتل کس نے کیا؟ وحشی۔

(۳) حکم کس نے دیا؟ ہند بنت عتبہ۔

(۵/۴) لشکر میں سب سے بڑے دو سپہ سالار مشرکین کے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل۔

پانچ نام پورے ہوئے آج ہم ان پانچوں کو کیا کہتے ہیں؟ رضی اللہ عنہ (سبحان اللہ)؛ اگر اللہ تعالیٰ کافر کو فوری سزا دیتا اُس وقت سزا کے مستحقین تھے کہ نہیں؟ یہاں تک کہ یہ بھی آوازیں شروع ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے جنگ اُحد میں عجیب بات ہے دیکھیں! ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾(اے میرے پیارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ جسے پسند کریں آپ ہدایت نہیں دے سکتے) ﴿وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ﴾ (جسے اللہ تعالیٰ چاہے اسے ہدایت دے دے) (القصص:56)۔

پانچوں کو ہدایت مل گئی، اس لیے کبھی یہ نہ کہیں دنیا میں کسی کو دیکھ کر کہ یہ کبھی ہدایت یافتہ ہو نہیں سکتا؛ بھئی ہدایت میرے اور آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

بعض بچے بڑے بگڑے ہوئے ہوتے ہیں والدین تنگ آجاتے ہیں کہتے ہیں اسے کبھی ہدایت ہو گی نہیں!

تمہارے ہاتھ میں ہدایت ہے کیا؟ میرے ہاتھ میں ہدایت ہے؟ ہمارا کام ہے نصیحت کرنا صحیح تربیت کرنا ورنہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا بیٹا کفر پر مرا کیا کوئی کمی تھی تربیت میں؟! نہیں واللہ! تربیت میں کوئی کمی نہیں تھی، ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو دعوت دینے والا توحید کی بیٹے کو نہیں دی ہو گی گھر میں نہیں دی ہو گی؟! عجب بات ہے بیوی کافر بیٹا کافر! ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾: کیونکہ یہ دین ہمارا نہیں یہ مرضی ہماری نہیں، یہ دین جس ربّ کا ہے ہدایت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

ہمارا آپ کا کیا کام ہے؟ رہنمائی کرنا "هداية الدلالة والإرشاد" جیسے علماء کہتے ہیں؛ آپ راستہ دکھاتے ہیں لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اب لوگ اسے مانیں نہ مانیں وہ جانیں ان کا ربّ جانے۔

واپس آتے ہیں ہم بات کر رہے تھے فاسق کی پھر ایک اور مثال شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ولا يأمر بالفحشاء" (اللہ تعالیٰ فحاشی کا حکم نہیں دیتا)۔

عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ حکم نہیں دیتا فحاشی کا فحاشی پھر بھی ہوتی ہے! نہیں ہوتی؟! کیا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے؟ نہیں کرتا ہے۔ فحاشی موجود ہے کہ نہیں؟ اللہ ناپسند بھی کرتا ہے فحاشی پھر بھی موجود ہے کس اعتبار سے؟ شرعاً اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا لیکن کوناً وقدراً اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور ہوا ہے۔

اس کا ایک راز آگے بتائیں گے شیخ صاحب اصل میں ایک تمہید باندھ رہے ہیں اصل بات ابھی ہونے والی ہے، ایک تو پتہ چل گیا ہے کہ انسان عمل کرتا ہے تب وصف اس پر ہوتا ہے، فحاشی کرنے والا وہ ہوتا ہے تو پھر فحاشی ہوتی ہے نا اگر فحاشی کرنے والا نہ ہو تو فحاشی کہاں ہو گی؟!

اس کی دلیل: "والدليل قوله تعالىٰ" (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) ﴿قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ﴾ (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ فحشاء کا حکم نہیں دیتے) إلي آخر الآية (الاعراف:28)۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ﴾: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کیونکہ جو وہ فحاشی کرتے ہیں﴿قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾: اصل سیاق اور سباق یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا ہے﴿قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ﴾؟اِس سے پہلے جو آیت ہے اس میں: ﴿قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾ (ہم نے اس فحاشی پر ہم نے باپ دادوں کو پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے)۔

جو شرک کرتے تھے وہ یہی کہتے تھے کوئی بدکاری کرتا تھا تو بھی یہی کہتے تھے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس پر پایا ہے کیا وہ غلط تھے؟! وہ غلط کبھی ہو نہیں سکتے۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ نے حکم دیا ہے (سبحان اللہ)۔

"فاحتجوا بأمرين" شیخ صاحب فرماتے ہیں: دو چیزوں کو انہوں نے حجت بنایا ہے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس فحاشی کا حکم دیا ہے، دوسرا ہمارے باپ دادا یہ کرتے آئے ہیں۔

دیکھیں جواب کتنا پیارا ہے! فقال الله تعالىٰ: ﴿قُلْ﴾ (کہہ دیں میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ فحاشی کا حکم نہیں دیتے)؛ یہ کس چیز کا جواب آگیا؟ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ نے حکم دیا ہے؛ اللہ نے حکم نہیں دیا۔

دوسری طرف خاموشی ہے، ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں سچ ہے کہ نہیں؟ جو غلط تھا اس کا جواب دے دیا جو سچ تھا اس پر خاموشی اختیار کر لی (سبحان اللہ)۔

"وسكت عن قولهم ﴿وَجَدْنَا عَلَيْهَاۤ اٰبَآءَنَا﴾": اس پر خاموشی ہے کیوں؟ "لأنه حق لا ينكر" (کیونکہ حق ہے کہ واقعی باپ دادا کرتے آئے ہیں)؛ اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے؟!" ﴿وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا﴾ كذب" (یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے)۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو جھٹلایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ اس بات کو بیان کریں: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ﴾؛ اور یہ نہیں فرمایا "ولم يجدوا عليها آباءهم": کہ باپ دادوں کو اس پر نہیں پایا کیونکہ حقیقتاً اُن کے باپ دادا ہی یہ کرتے آئے ہیں فحاشی کرتے آئے ہیں۔

اگلی مثال شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ولا يرضى لعباده الكفر": اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پر راضی نہیں ہوتا، اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الزمر آیت نمبر 7 میں: ﴿اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ

﴿الْكُفْرَ﴾ (اگر تم لوگ کفر کا راستہ اختیار کرتے ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ تم سے بے پرواہ ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پر راضی نہیں ہوتا)؛ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے کہ وہ کفر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر سے یہ بات لازم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو، اللہ تعالیٰ تقدیر میں لکھ دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند بھی کرتا ہے۔

اگلی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولا يحب الفساد" (اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا)؛ اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾﴾ (البقرة: 205)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): مصنف نے ان عبارات کو تکرار سے (بار بار) بیان کیا ہے اور یہ ملتی جلتی عبارات ہیں جملے ہیں تاکہ اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ارادے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کو وہ چیز پسند ہو، اور کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ نہ کیا ہو کونا (یعنی کونی اعتبار سے) بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی چیز کو ناپسند بھی کرتے ہیں اور ارادہ کونیہ سے اس کا ارادہ بھی کرتے ہیں وہ چاہتے بھی ہیں اور ایسی چیزیں واقع ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا اور نہیں چاہتا شرعی ارادے سے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ ایسی چیزیں واقع کرتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا ہے اور نہ اُن سے راضی ہوتا ہے؟! کیا کوئی اللہ تعالیٰ کو مجبور کر سکتا ہے کہ کسی ایسی چیز کا ارادہ کرے وہ واقع ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرے اور اُس سے راضی نہ ہو؟!

اس کا جواب: کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کوئی ایسی چیز اللہ تعالیٰ واقع کرے کہ وہ وجود میں ہو جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہ کرے اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو اور یہ چیز جو واقع ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے دوسرے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہے (ایک وجہ سے ناپسند ہے لیکن دوسری طرف بھی ایک چیز ہوتی ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو پسند ہے) کیونکہ اس کے ساتھ بہت سارے مصالح العظیم مترتب اور جڑے ہوئے ہیں۔

وہ کیسے مثال دیکھیں: "الإيمان محبوب لله، والكفر مكروه له": قاعدہ دیکھیں ذرا: جو ایمان ہے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور کفر ناپسند ہے مکروہ ہے، کفر کو اللہ تعالیٰ نے واقع کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے "لمصالح عظيمة" اس کے ساتھ بہت سارے عظیم مصالح جڑے ہوئے ہیں۔

وہ کیسے؟ کیونکہ اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کو کون جانتا آج کفر ہے تو پھر ایمان بھی ہے نا۔ ایمان کی پہچان کب ہوئی؟ جب کفر ہوا، اگر کفر نہ ہوتا سب مومن ہوتے تو ایمان کی کیا پہچان تھی! (ایک تو یہ)۔

پھر اگر کفر نہ ہوتا تو انسان کو اس ایمان کی نعمت کی قدر کہاں سے ملتی؟ آج قدر و قیمت ہے ایمان کی نا، حیثیت ہے۔

اب اس نعمت کی قدر ہم کیسے کرتے اہل ایمان کیسے کرتے؟ کفر دیکھا ہے کافروں کا حال دیکھا ہے تو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم بچ گئے؛ نہیں؟!

آپ دیکھتے ہیں کہ ہندو جو ہیں گائے کے سامنے جھکے ہوتے ہیں بُت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، قربانیاں دیتے ہیں نذر و نیازیں دیتے ہیں عبادات کرتے ہیں مجاورت کرتے ہیں اعتکاف کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ، یہاں تک کہ سانپ اور چوہوں کو بھی سجدے کرتے ہیں! ہم کیا کہتے ہیں؟ الحمد للہ ہم بچ گئے۔ کس بنیاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں ہم؟ ایمان کی نعمت کی قدر جان کر ہم شکر کرتے ہیں۔

تو کفر ہے تو ایمان کی قدر اور اس نعمت کا ہم شکر بھی ادا کرتے ہیں معرفت بھی ہوتی ہے۔

اگر کفر نہ ہوتا: "ولولا وجود الكفر؛ ما قام الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر": کفر نہ ہوتا تو اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیسے ہوتا (سبحان اللہ) کیونکہ سارے لوگ معروف پر ہوتے نا، اگر کفر نہ ہوتا تو جہاد بھی قائم نہ ہوتا (جہاد کیوں مشہور ہوا؟ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لا إلہ إلا اللہ کے لیے، ایمان کے لیے؛ جب سارے ہی مومن ہیں تو جہاد کہاں سے آیا پھر؟! کفر ہے تو پھر جہاد بھی ہے)، اگر کفر نہ ہوتا تو پھر جہنم کیا کرتی؟ عبث ہے نا پھر جہنم بھی نہ ہوتی (سبحان اللہ) کیونکہ جہنم جو ہے وہ کافروں کا ٹھکانا ہے اگر کفر نہ ہوتا تو سارے لوگ ایک ہی امت ہوتے نہ معروف کو جانتے نہ منکر کو جانتے۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: بے شک یہ مسلمان معاشرے میں بڑا خلل ہوتا، اگر کفر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی ولایت کی معرفت بھی نہ ہو سکتی (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ولی کون ہیں مومن متقی ہیں۔ یہ پہچان کب ہوئی جب ان کے خلاف کفر اور نافرمانی موجود رہی؛ تو کفر سب سے بڑی نافرمانی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ولایت میں یہ شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بغض کیا جائے نفرت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے محبت کی جائے۔ تو کتنے مصالح ہیں دیکھیں:

(۱) کفر اللہ کو ناپسند ہے لیکن کفر وجود میں ہے کہ نہیں؟ موجود ہے۔ اللہ نے چاہا ہے؟ نہیں چاہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے بالارادۃ الکونیۃ، شرعاً اللہ نے نہیں چاہا کفر کو شرعاً اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا لیکن کوناً و قدراً تقدیر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو چاہا ہے۔

(۲)اچھا کیوں چاہا ہے؟ بہت سارے مصالح ہیں؛ ایک تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جو بھی اللہ تعالیٰ چاہے: ﴿إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾(یس:82)؛ کوئی روک نہیں سکتا کوئی حساب لے نہیں سکتا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔

(۳)اچھا یہ جو کفر واقع ہوا ہے اس کے پیچھے کوئی راز ہے کہ نہیں؟ مصلحت ہے کہ نہیں؟ مصلحت ہے۔اس مصلحت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ نہیں؟

یہ جتنی چیزوں کا ہم نے ذکر کیا ہے اللہ کو پسند ہیں کہ نہیں؟ جہاد پسند ہے کہ نہیں؟ اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر پسند ہے کہ نہیں؟سب پسند ہیں (سبحان اللہ)۔

دوسری مثال دیکھیں آپ: صحت اور بیماری اب یہ مثال ہے انسان کی اپنی زندگی میں دیکھ لیں آپ کیا ہماری زندگی میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں پسند ناپسند ایک ہی وقت میں ہوں؟

کیونکہ معتزلہ کو قدریہ کو یہ چیز سمجھ نہیں آئی تو ان کو عقلی دلیل سے سمجھا دیتے ہیں شرعی دلائل سے تو وہ نہیں سمجھ سکے کیونکہ وہ شرعی دلیل کو پیچھے رکھتے ہیں اور عقل کو آگے رکھتے ہیں۔

چلیں شرعی دلیل سمجھ لی؟ ہم نے سمجھ لی الحمد للہ؛ ایک ہی مثال چاہیے کفر کی آپ اس میں نفاق کو دیکھ لیں شرک کو دیکھ لیں بدعات کو دیکھ لیں نافرمانی کو دیکھ لیں سب اس میں آپ کر سکتے ہیں، جو بھی اللہ تعالیٰ کو چیز ناپسند ہے سب اس میں آپ تول سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اس کے پیچھے مصلحت لازمی ہوگی۔

اب عقلی دلیل دیکھیں "صحت اور بیماری"؛ صحت انسان کو پسند ہے کیونکہ انسان کو ملائم ہے وہ یہی چاہتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ظاہر ہے، اور جو بیماری ہے انسان کو مکروہ ہے ناپسند ہے (ہم نہیں پسند کرتے بیماریوں کو) اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا بھی ہو سکتی ہے بیماری اس کے باوجود بھی بیماری واقع ہوتی ہے اس میں بھی بہت سارے مصالح ہیں۔

جب انسان بیمار ہوتا ہے حدیث میں کیا آیا ہے؟ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں: ''كفارة الذنوب''۔

جب کوئی شخص بیماری ہوتا ہے تو سنت کیا ہے ہم کیا کہتے ہیں؟ ''لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ''۔ کیا مطلب کبھی سوچا ہے؟ ''طَهُورٌ'': طہارت سے ہے پاکیزگی سے ہے "کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس بیماری کے بدلے آپ کے گناہوں کو صاف کردے پاک کردے"؛ اس لیے طہور کہا جاتا ہے (سبحان اللہ)، مصالح عظیمہ ہے۔

اچھا بیماری سے جو اس کے ارد گرد کے لوگ ہیں جب آپ پوچھنے جاتے ہیں پتہ ہے حدیث میں کیا ہے ؟ جب آپ بیمار کی تیمارداری کرتے ہیں اس کی جا کر آپ عیادت کرتے ہیں مریض کی حدیث میں کیا آیا ہے؟ کہ آپ کا راستہ جاتے ہوئے جنت کا باغ بن جاتا ہے، جتنی دیر بیٹھتے ہیں وہ بھی جنت کا باغ بن جاتا ہے جب تک آپ واپس نہیں پلٹتے۔

چلتے زمین پر ہیں مریض کی عیادت کے لیے جا رہے ہیں اُجر کتنا ہے (سبحان اللہ)! ؛مصالح ہے کہ نہیں جبکہ ہمیں دیکھیں محبوب نہیں ہے ؟!

کوئی پسند کرتا ہے بیمار ہو؟ نہیں کرتا؛ لیکن اس کے باوجود بھی اسے پتہ ہے کہ بیماری ہمیں پسند بھی نہیں ہے ہمیں تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن ہم بیمار ہوتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ "الحَمْدُ لله عَلَى كُلِّ حالٍ"۔

تو شکر کیوں کرتے ہیں بتائیں ذرا جبکہ ناپسند بھی ہے؟! اس لیے کہ اس کے پیچھے بہت راز چھپے ہوئے ہیں یہ محض تکلیف نہیں ہے محض عذاب نہیں (سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (ابن عثیمین رحمہ اللہ): کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں جسم کی، مال کی، اولاد کی، گھر کی، سواری کی، جب یہ ساری نعمتیں میسر ہوئیں تو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگا اور بے پرواہ سمجھنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے منہ موڑنا شروع ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ العلق آیت نمبر 6 اور 7 میں: ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝﴾۔

(ان آیات کا آج کا واجب ہے سورۃ العلق کی آیات کا سیاق وسباق پورا دیکھ لیں آپ پڑھ لینا ترجمے کے ساتھ)۔

ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دنیا کی نعمتیں بے حساب دیتا ہے لیکن انسان کے اندر ایک عجیب سی فطرت بھی ہے؛ "انسان" مومن کی بات نہیں کر رہا فرق ہے، قرآن میں لفظ انسان اور لفظ مومن میں آپ ذرا دیکھیں جو سیاق اور سباق مومن کے لیے ہے انسان کے لیے وہ نہیں ہوتا؛ انسان میں آپ میں بہت سے نقص نظر آئیں گے، ایمان کے لفظ کے ساتھ بہت ساری آپ کو خوبیاں نظر آئیں گی یہ فرق دیکھ لینا، دیکھیں ہم تلاوت کرتے ہیں قرآن مجید کی غور و فکر شاید کم کرتے ہیں۔

تو آج کی نشست میں یہ واجب بھی لے لیں کہ پورا اگلے ہفتے تک جب بھی آپ قرآن پڑھیں تو انسان کے لفظ کے ساتھ دیکھیں آگے پیچھے کیا الفاظ ہیں اور کیا سیاق اور سباق ہے اور ایمان کے ساتھ مومن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کون سے الفاظ بیان فرمائے ہیں یہ فرق آپ کو نظر آئے گا۔

﴿كَلَّآ﴾ (ہر گز نہیں!) ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ﴾ (بے شک انسان) ﴿لَيَطْغَىٰ﴾ (حد سے تجاوز کر جاتا ہے (طغیانی پر آجاتا ہے))۔ کب؟ ﴿أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ﴾ (جب وہ دیکھتا ہے کہ آج میں بے پرواہ ہو گیا)۔

مال بے پناہ دولت بہت زیادہ، طاقت ہے اثر ورسوخ ہے، اولاد بھی ہے بیویاں بھی ہیں، سواری بھی ہے، بزنس بھی ہے گاڑیاں بھی ہیں، جیٹ (Jet) بھی ہے کروز (Cruise) بھی ہے، سب کچھ ہے؛ طغیانی پر آجاتا ہے!

اس لیے آپ کو بہت کم امیر نظر آتے ہیں جو شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کے: ﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۝١٣﴾ (سبأ:13)۔

اس لیے یہ ایک بڑا مسئلہ میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ علماء ان دونوں کے بیچ میں جب توازن کرتے ہیں صبر اور شکر کا کیا زیادہ مشکل ہے صبر کرنا یا شکر کرنا؟ امیر کے لیے شکر کرنا، اور فقیر کے لیے صبر کرنا۔

اب فقیر کے پاس کچھ نہیں ہے صبر ہی کرنا ہے اس نے لیکن صبر کی نیت کی جاتی ہے تب اُجر ملتا ہے مجبوراً رک گیا تو اُجر سے بھی گیا ہاتھ میں کچھ نہ آیا، دنیا ویسے ہی نہیں آخرت میں بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا، اللہ تعالیٰ نے آزمایا اس لیے ہے تاکہ صبر کرے۔

اور صبر والے کو کیا ملتا ہے؟ ﴿يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر:10)۔ تھوڑا اعزاز ہے یہ؟! یہ امیر کو نہیں ملنے والا ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ یہ اس فقیر کے لیے ہے جس نے صبر کیا ہے۔

دوسری طرف امیر اور شکر کرنا: جانتے ہیں شکر سے مراد کیا ہے؟ الحمد للہ سب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے ہر امیر کہتا ہے کہ نہیں؟ سب سے بڑا کرپٹ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے۔ کہتا ہے کہ نہیں کہتا؟ ادا ہو گیا شکر کا حق؟ نہیں۔

شکر تین چیزوں پر قائم ہے تین ارکان ہیں شکر کے علماء کہتے ہیں:

(۱) دل۔

(۲) زبان۔

(۳) عمل۔

یا زبان سے شروع کریں ایک تہائی شکر آپ نے کیا ہے، جب تک دو باقی نہ ہوں تو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے یاد رکھیں؛ زبان کا شکر تب قبول ہوتا ہے جب باقی دو بھی موجود ہوں صرف زبانی کلامی شکر کافی نہیں ہے۔

دل سے یقین ہو کہ میرے پاس جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور احسان ہے میں اس قابل نہیں ہوں (انکساری کے ساتھ)؛ جو بھی نعمت ہے چاہے کسی کی سفارش سے کیوں نہ ہو۔

کسی نے سفارش کی ہے نوکری لگ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُسے میرے لیے مسخر کیا ہے اسے توفیق دی ہے کہ میری مدد کرے اور میری نوکری لگ گئی ہے؛ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے اور بعد میں اُس بندے کا شکر بھی ہے کیونکہ جو لوگوں کا ناشکرا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ناشکرا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے۔

پھر عمل کرنا ہے: ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا‌ ؕ وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ﴾(سبأ:13)۔

کیوں فرمایا ہے دیکھیں؟ دو جملے ہیں ایک ساتھ:

(۱) آل داود شکر پر عمل کرو ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا﴾۔

(۲) ﴿وَقَلِيۡلٌ﴾ (بہت کم ہیں میرے بندوں میں سے) ﴿مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ﴾ (شکر کرنے والے)۔

کم کیوں ہیں جبکہ زبان سے تو ہر بندہ کہتا ہے کثیر ہونے چاہیئں نا؟! وکثیرٌ یا قلیلٌ ہے جبکہ ہر بندہ امیر اور غریب جب بھی کوئی خیر اسے ملتا ہے تو شکر کرتا ہے کہ نہیں؟ تو پھر کثیر ہونا چاہیے نا؟! کیونکہ دل سے اور عمل سے ناشکرے بہت ہیں اس لیے ﴿قَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ﴾۔

ایک اور واجب بھی دے رہا ہوں: ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا﴾: ﴿شُكۡرًا﴾ کیا ہے یہ؟ اس کا اعراب کیا ہے آپ حیران ہو جائیں گے دیکھنا! یہ ہنٹ دے دوں کہ ایک سے زیادہ اعراب ہیں منصوب ہیں۔

منصوبات کتنے ہیں؟ "والمنصوبات خمسة عشر": پندرہ ہیں مرفوعات سات ہیں (مرفوعات 7 ہیں منصوبات 15 ہیں)؛ ان پندرہ میں سے آپ دیکھیں، اچھا اور آسان کر دوں؟ توابع یہ چار نکال لیں آپ کتنے بچے؟ گیارہ۔ اُن میں سے آپ دیکھیں کہ شکر جو ہے منصوب ہے کہ نہیں؟ شکراً: ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا﴾ منصوب ہے ان منصوبات میں سے اس کا اعراب کیا ہے؟ اور کتنا پیارا انداز ہے واللہ!

اور اسی آیت میں شکر کی جو قسمیں ہیں تینوں موجود ہیں یہی آیت ہی دلیل ہے (سبحان اللہ)۔

اور یہ بہت بڑا مفسدہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اپنی بہت ساری نعمتیں نازل کرے اسے نوازے اور وہ بندہ جو ہے بے پرواہ ہو کر نافرمان ہو جائے یہ بہت بڑا مفسدہ ہے عظیم مفسدہ ہے، جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو واپس اپنی جگہ پر

کھڑا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے آزماتا ہے تاکہ وہ واپس پلٹے، اور اس کا شاہد اور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے سورۃ الروم آیت نمبر 41 میں: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾﴾ (فساد ظاہر ہوا خشکی اور تری میں لوگوں کی ہاتھوں کی کمائی کے سبب تاکہ انہیں مزہ چکھائے اُن کے بعض اعمالوں کا تاکہ وہ واپس پلٹیں)۔

جب یہ امیر بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے بہت سارے خیر سے نوازا ہے ہٹ دھرمی پر اُتر آتا ہے نافرمانی پر اُتر آتا ہے طغیانی پر اُتر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے آزماتا ہے تاکہ وہ واپس پلٹے توبہ کرے؛ فساد تو برپا ہو گیا نا نافرمانی کی ہے جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے درد ہوتا ہے تکلیف ہوتی ہے نقصان ہوتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹتا بھی ہے سوچتا بھی ہے کہ ارے میں کہاں نکل گیا تھا؟! موقع دیا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ۔

آزمائش ناپسند ہے نا تکلیفیں پسند تو نہیں ہیں انسان کو! لیکن جب اسے اللہ تعالیٰ نے آزمایا ہے تکلیفیں پہنچائی ہیں مصیبتوں میں مبتلا ہوا تو پھر جس میں خیر ہے وہ توبہ بھی کرتا ہے واپس بھی پلٹتا ہے اپنے آپ کو درست کرتا ہے؛ یہ اصل شکر ہے یہ بھی شکر میں شامل ہے (سبحان اللہ)۔

ایک اور مثال شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اے انسان اگر آپ سوچیں غور و فکر کریں اس صحیح طریقے سے اللہ تعالیٰ کی تمام تقدیرات جو اللہ نے تقدیر مقرر فرمائی ہے تو آپ یہ خوب جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر یہ تقدیر قائم ہے اللہ کی حکمت سے جڑی ہوئی ہے، جو بھی اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے خیر میں سے یا شر میں سے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت پر قائم ہے، اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور ایسی چیزیں بھی مقدر میں اللہ تعالیٰ لکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں لیکن اس کے ساتھ بہت عظیم صالح جڑے ہوئے ہیں، کچھ کا آپ احاطہ کر سکتے ہیں کچھ کا آپ نہیں کر سکتے کوئی اور کر سکتا ہے، اور کچھ کا تو کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

ہم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کس چیز کے پیچھے کیا راز ہے، بعض لوگ جانتے ہیں بعض لوگ نہیں جانتے (سبحان اللہ)۔

پھر آخری سوال شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ کی مراد بھی ہو؟

اس کے جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

اس میں کوئی حیرانگی کی بات نہیں ہے(اس کی ایک چھوٹی سی مثال پھر یہ عقلی دلیل دیکھیں عقلی مثال دیکھیں کیونکہ معتزلہ نے اور قدریہ نے یہ کہاہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو اور وہ چیز واقع ہو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کوئی ایسی چیز اللہ کو ناپسند ہو تو شیخ صاحب ایک اور عقلی دلیل دے رہے ہیں کہ اس میں کوئی حیرانگی کی بات نہیں ہے)اب یہ دیکھیں کڑوی دوا جو ہوتی ہے جو یعنی بدبودار اور کڑوی ہوتی ہے ذائقے کی کڑوی اور بدبودار ہوتی ہے مریض اسے پی لیتاہے اور راحت محسوس کرتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ شفاء کی مصلحت جڑی ہوئی ہے اُسے پتہ ہے یہ کڑوی دوا جس کی بدبو بھی ہے میں پیوں گا لیکن مجھے اس سے افاقہ ملے گا اور راحت ملے گی۔

دوسری مثال دیکھیں اِس سے بڑی مثال: باپ کو دیکھیں وہ اپنے بیمار بیٹے کو پکڑ لیتاہے تاکہ جو طبیب ہے اسے گرم لوہے کی سلاخ سے داغے۔

(داغنا ایک علاج کا طریقہ ہے کہ نہیں؟ جسے الکي کہتے ہیں اب تو میڈیکل کا زمانہ ہے اب تو بچے لے کر آتے ہیں انجکشن کے لیے بچے رو رہے ہوتے ہیں ایک باپ نے اپنے بچے کو پکڑا ہوا ہے باپ کے آنسو بچے سے پہلے نکل رہے ہیں وہ یہ نہیں برداشت نہیں کرے گا کہ بیٹے کو سوئی لگ رہی ہے)۔

تو شیخ صاحب اُس زمانے کی بات کر رہے ہیں جب داغا جاتا تھا آپ تصور کریں یعنی علاج الحمد للہ کتنا آسان ہو گیا ہے اس زمانے میں جب زیادہ تکلیف ہوتی تو باپ اپنے بچے کو لے کر جاتا تھا اور ایک جو طبیب ہوتا تھا جو الکي کرتے ہیں داغنے والے جو ہوتے ہیں وہ لوہے کی سلاخ کو اٹھاتا (اب باپ کی دھڑکن دیکھیں اور بدلتی بگڑتی بدلتی حالت دیکھیں) جیسے ہی وہ چیز موو(move) کرتا ہے نا باپ کی حالت اور بگڑتی ہے دیکھ کر کہ اب اس نے لوہے کی سلاخ کو اٹھایا اس نے آگ پر رکھا ہے آگ پر وہ گرم ہو رہی ہے سرخ ہو گئی ہے اس نے اٹھایا ہے، باپ اپنے بچے کو زور سے پکڑا ہے تاکہ ہلے نہیں اس نے اس کے بچے کو داغا ہے بچے کی چیخ نکلی ہے اور باپ کی چیخ بھی نکلی ہے بچے کے ساتھ۔

(درد تکلیف برداشت نہیں ہوتی نا!، دیکھیں انسان اپنا درد برداشت کر لیتا ہے شاید اولاد کا درد تکلیف برداشت نہیں ہوتی)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: بہت ہی زیادہ ناپسند عمل کیا ہے اس بندے نے کہ اپنے بچے کو آگ سے خود دغوار ہا ہے اس بندے سے لیکن اسے تسلی ہوتی ہے کہ اس کے داغنے کے بعد اسے راحت اور سکون ملے گا اور شفاء حاصل ہو گی وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اب یہ دونوں چیزیں ایک انسان کے اندر جو ہیں ناپسندیدگی بھی ہے اور پسند بھی کرتا ہے ممکن ہے کہ نہیں؟ ممکن ہے۔ ہمارے ساتھ روز ہوتا ہے اس دنیا کا ایک حصہ ہے جسے کوئی کافر بھی نہیں جھٹلا سکتا، کوئی جھٹلا نہیں سکتا اس حقیقت کو حقیقت ہے دنیا کا حصہ ہے یہ دنیا کی ایک حقیقت ہے (سبحان اللہ)۔

جب یہ چیز ممکن ہے تو اللہ أحکم الحاکمین ہے سبحانہ وتعالیٰ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے ہمارے اعمال کو بھی پیدا کیا ہے ہماری عقل کا یہ تقاضہ ہے کہ یہ چیز ممکن ہے؛ لیکن اِن کی عقل یہ نہ سمجھ سکی کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو، نافرمانی کو، شرک کو بدعات کو اور خرافات کو دنیا میں پیدا کیا ہے دنیا میں یہ چیزیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کوناً وقدراً لیکن شرع کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ناپسند کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں یہ تمام چیزیں لیکن پھر بھی کافر بھی موجود ہے اس کا کفر بھی موجود ہے، مشرک بھی موجود ہے اس کا شرک بھی موجود ہے، نافرمان بھی موجود ہے اس کی نافرمانی بھی موجود ہے، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور ان تمام چیزوں کے ساتھ بہت سارے عظیم مصالح جڑے ہوئے ہیں۔

اگلے درس میں ان شاء اللہ ہم بیان کریں گے جو اصل مدعا ہے ابھی آئے گا، ابھی تو یہ صرف جو دو تین درس گزر گئے ہیں ایک مقدمہ تھا اصل مدعا اگلے درس میں بیان کریں گے: ''وَالعِبادُ فاعِلونَ حَقيقَةً، وَاللّٰهُ خالِقُ أفعالِهِم''(اور بندے حقیقتاً عمل کرنے والے ہیں فعل کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے افعال کو پیدا کرنے والا ہے)۔

اصل بات یہ ہے اور اس پر ہم بات بھی کریں گے کہ وہ کون سے گروہ ہیں جنہوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے اہل سنت والجماعت سے اور اُن کا کیا موقف تھا، اُن کا موقف کیوں غلط تھا؛ کیونکہ ابھی تک جو بتایا ہے یہ موقف جو ہے اہل سنت والجماعت کا موقف ہے اور یہ اُس کی تفصیل ہے آگے دیکھیں کہ جن لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ کون ہیں اور کس طریقے سے اس بڑے مسئلے میں اختلاف کیا ہے اور اہل بدعت میں اُن کا شمار ہوا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت کو ہدایت دی ہے کہ انہوں نے حق راستے کو اپنایا ہے اس معاملے میں بھی اور تمام جو بھی مسائل ہیں شرعی مسائل اللہ تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت کو ہدایت دی ہے اور راہ راست پر چلنے کی توفیق دی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے،اِن تمام مسائل کو سمجھنے کی اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو بھی اہل بدعت اور خرافات کا راستہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس سے دور فرمائے اور ہر شَر سے محفوظ فرمائے۔ ((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (091.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio